مترجمہ ابوالبقا ندوی

یورپ میں اسلام کی اشاعت

یورپ کے تمام جزیروں میں جزیرۂ صقلیہ عرب سے قریب تر تھا، اور چونکہ افریقہ کی شمالی سرحد سے متصل تھا اس لیے افریقہ کی فتح کے بعد ضروری تھا کہ اسلامی مقبوضات اور سرحدوں کی حفاظت کے لیے صقلیہ کو اسلامی مقبوضات میں شامل کیا جائے اس لیے قدرۃً مسلمانوں کو اس کے فتح کرنے کی فکر ہوئی۔ لیکن عرصہ تک یہ مہم پایۂ تکمیل کو نہ پہنچ سکی۔ ان حملوں سے یہ فائدہ ضرور ہوا کہ رومی اور افریقہ کے حاکم مسلمان سے ثقافتی اور تجارتی تعلقات قائم ہو گئے۔ لیکن آخر کار نو مہینے کی مسلسل چھوٹی بڑی جنگوں کے بعد صقلیہ پر مسلمانوں کا مکمل قبضہ ہو گیا اس کوشش میں تقریباً ۷۰ سال صرف ہوئے تھے۔

اس کے بعد ۲۳۰ھ میں نابولیوں کی خواہش پر عربوں نے اٹلی کا رخ کیا، اور بڑھتے ہوئے اٹلی کے جنوبی حصہ قلوریہ تک پہنچ گئے۔ اس طرح ان عرب مجاہدین کے ذریعہ جنوبی اٹلی تک اسلامی تہذیب و تمدن پہنچ گیا۔ ساتویں صدی کے نصفِ آخر میں اٹلی اور عربوں میں ایک خونریز جنگ ہوئی جس سے عربوں کی پیش قدمی رک گئی۔

دسویں صدی کے آخر تک مسلمانوں نے صقلیہ پر حکومت کی، لیکن پھر ان کی خانہ جنگیوں سے فائدہ اٹھا کر ۱۰۹۱ء میں نارمنوں نے چالیس سال کی مدت میں پورے صقلیہ پر قبضہ کر لیا۔ ابتدائی دور کے نارمن فرمانرواؤں نے اسلامی تہذیب و ثقافت کے مٹانے میں کوئی دقیقہ اٹھا نہیں رکھا۔ لیکن بعض فرمانرواؤں کے دور میں صقلیہ میں اسلامی تہذیب و ثقافت کو ترقی کرنے کا موقع بھی ملا۔ مثلاً راجر اول المتوفی ۱۱۰۱ء کو اسلامی تہذیب و ثقافت سے شدید شغف تھا۔

بلرم (پلرمو) نے اتنی ترقی کی کہ وہ مشرق کا ایک خطہ بن گیا تھا۔

عربوں نے صقلیہ میں ایک نئی تہذیب کو جنم دیا جو "دورِ جدید" کے نام سے یاد کی جاتی ہے۔ اس میں کثرت سے مسجدیں تعمیر اور ہر طرح کی ملکی و معاشرتی ترقیاں ہوئیں۔ ابن حوقل اپنے سفر نامے میں لکھتا ہے کہ اس نے بلرم میں صرف گوشت کی ایک سو پچاس دوکانیں اور تقریباً تین سو مسجدیں دیکھی تھیں جن میں ہر مسجد اتنی بڑی تھی کہ اس میں ۳۰ صفیں ہوتی تھیں، اور ہر صف میں تقریباً دو سو آدمی نماز پڑھتے تھے۔ اس طرح تمام مسجدوں میں نماز پڑھنے والی کی تعداد سات ہزار تھی۔

راجر ثانی اسلامی تہذیب و ثقافت میں اپنے پیشروؤں سے بڑھا ہوا تھا حتیٰ کہ اس کے جبہ پر عربی الفاظ کڑھے رہتے تھے۔ اس کے پوتے ولیم دوم $\frac{1166}{1189}$ء کی پرورش و پرداخت چونکہ اسلامی طرز پر ہوئی تھی اس لیے اس کے دورِ حکومت میں اسلامی تہذیب و تمدن کے اثرات کا رنگ وہاں کی معاشرت پر غالب رہا۔ ابن جبیر اندلسی اپنے سفر نامے میں لکھتا ہے کہ بلرم کی عیسائی عورتوں نے بھی اسلامی معاشرت قبول کر لی تھی، یہاں تک کہ بغیر حجاب و نقاب کے باہر نہیں نکلتی تھیں۔ راجر ثانی نے ادریسی کو صقلیہ مدعو کیا اور اس نے ایک نقرئی کرۂ ارض تیار کیا جس میں دنیا کے تمام شہروں، پہاڑوں، سمندروں، دریاؤں، وادیوں اور ان کے نشیب و فراز کا نقشہ دکھایا گیا تھا۔

اسی طرح نارمن فرمانرواؤں میں فریڈریک ثانی کو بھی اسلامی علوم و آداب اور عربی زبان سے خاص مناسبت تھی۔ جب جامعہ نابولی کا قیام عمل میں آیا تو اس نے اندلس، مصر، شام وغیرہ سے علماء بلا کر درس و تدریس کے فرائض سپرد کیے اور دنیائے اسلام سے بہت سی اہم کتابیں منگوا کر خود ان سے استفادہ کیا، اور انھیں مقامی زبانوں میں منتقل کرایا۔ (معارف)